# مُشکل کُشا

تصنیف

حضرت مولانا مفتی محمد اسرائیل رضوی فخر نیپال

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ علی پٹی ضلع موتری (نیپال)

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

# اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ

بیشک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لئے

قادریم نعرۂ یا غوث اعظم می زنم

دم ز شیخ احمد رضا خاں قطب عالم می زنم

# مشکل کُشا

غیر مقلدین مولویوں کی جانب سے غیر اللہ کے مشکل کشا ہونے کے سلسلہ میں آئے ہوئے سوالات کے جوابات

تصنیف

حضرت مولانا مفتی محمد اسرائیل صاحب قادری رضوی نوری فخر نیپال

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی، ضلع مہوتری نیپال

ناشر

(مولوی) محمد فضل یزدانی ساکن بھرپورا ضلع مہوتری نیپال

سلسلۂ اشاعت :- ۲
نام کتاب :- مشکل کشا
مصنف :- مفتی محمد اسرائیل رضوی فخر نیپال
طباعت بتعاون :- مولوی نسیم اختر و محمد جمشید عالم
پروف ریڈنگ :- مفتی محمد عثمان صاحب رضوی بیلاوی
سن طباعت :- ۱۴۲۴ھ
قیمت :- ۱۲/روپے
تعداد :- ایک ہزار کاتب :- محمد صابر رضا فیضی

## ملنے کے پتے

دارالعلوم قادریہ مصباح العلوم علی پٹی ضلع مہوتری نیپال
مدرسہ حنفیہ برکاتیہ وارڈ ۷ جنکپور ضلع دھنوسا ،،
مدرسہ محمدیہ برکاتیہ وارڈ ۳ بھمرپورا ضلع مہوتری ،،
مدرسہ عطائے مصطفیٰ بیلالارو ضلع دھنوسا ،،
مدرسہ رضویہ اصلاح المسلمین بھمرپورا ضلع مہوتری ،،
مدرسہ امانیہ امان الخائفین علی پٹی ضلع مہوتری ،،
مدرسہ قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی بہار
مدرسہ سبحانیہ سارسر ضلع سرہا نیپال
فیضی کتاب گھر مہسول چوک سیتامڑھی بہار
حق اکیڈمی مبارک پور ضلع اعظم گڈھ یوپی

# اظہارِ تشکر

ربِّ ذوالمنن جلّ جلالہٗ کا بیکراں شکر و احسان اور محسنِ انسانیت و صاحب شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے پایاں فضل و کرم و اولیاء امت رضوان اللہ علیہم اور میرے جمیع اساتذۂ کرام کا فیضانِ کرم ہے کہ مجھ بے مایہ کو غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر کرنے کی توفیق رفیق ملی۔

بعدۂ میں تہہ دل سے مشکور ہوں عزیز سعید مولوی محمد نسیم اختر سلمہٗ ابن حافظ محمد قمرالدین صاحب علی پٹی، اور عزیز گرامی محمد جمشید عالم۔ ابن محمد یوسف صاحب وارڈ ۳ بھرپورا کا جنہوں نے دست تعاون دراز کیا اور طباعت کی تمام تر دشواریاں سہل ہو گئیں اور یہ کتابچہ زیورِ طبع سے مزین ہو کر قارئین کے ہاتھ میں ہے دعا ہے کہ ربِّ قدیر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان عزیزانِ گرامی اور ان کے اہل و عیال کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور ان کی کمائی میں خیر و برکت نازل کرے۔ آمین ثم آمین

محمد اسرائیل قادری رضوی نوری

۲۲/ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ

# تقریظ گرامی

قائد ملت حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب کلیمی مدظلہ العالی

سربراہ مجلس علمائے ہند دہلی و شیخ الحدیث جامعہ اکرم العلوم مرادآباد

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

غیر مقلدین کے بکواس کے جواب میں فاضل گرامی فخر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل صاحب رضوی زید حُبّہٗ (شاگرد رشید حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ) کا تحریر کردہ یہ معلوماتی و تحقیقی رسالہ بغور میں نے دیکھا۔ فاضل گرامی نے نہایت عام فہم لیکن نہایت مدللانہ انداز میں جاہل غیر مقلدین کا تعاقب کیا ہے اور بڑے جامع طریقہ پر غیر مقلدین کے تمام سوالات کا دنداں شکن جواب دیا ہے اور پھر آخر میں پوری دنیائے غیر مقلدیت سے چند سوالات کر کے اس رسالہ کو نہایت مفید اور کارگر بنا دیا ہے۔

فاضل مرتب کی شخصیت اور انکی عظیم دینی خدمات سے میں بھرپور واقف ہوں موصوف ہمیشہ مسلک اہلسنّت کے تحفظ، ترقی اور دفاع کیلئے کارہائے نمایاں انجام دیتے رہتے ہیں اور پوری جماعت اہلسنّت کی جانب سے ان کو خراجِ تحسین و تبریک وصول ہوتا رہتا ہے۔

غیر مقلدین نے اپنے سوالات میں جن جاہلانہ باتوں کو پیش کیا ہے ان کا مسکت و مدلل جواب آج سے تقریباً ۲۰ سال قبل بنارس کے تاریخی سُنّی وہابی مناظرہ میں بھی دیا جا چکا ہے۔ جس میں اہلسنّت کی جانب سے مناظر کی حیثیت سے استاذ گرامی محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری مدظلہ العالی تھے اور ہم لوگ معاونین مناظر کی حیثیت سے شریک

عمل تھے۔ قارئین کو چاہیئے کہ مزید معلومات کے لئے اس تاریخی مناظرہ کی تحریری روداد کا مطالعہ کریں۔

فاضل گرامی حضرت علامہ محمد اسرائیل صاحب زیدمجدہٗ، کی اس قابل قدر علمی کوشش پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ ربِّ کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل موصوف سے زیادہ سے زیادہ مسلک اہلسنّت کی خدمت لے اور ان کو حاسدین کی حسد سے محفوظ ومامون رکھّے۔ آمین ثمّ آمین

وَمَا توفیقی اِلَّا باللہ

عبد المنّان کلیمی

سربراہ اعلیٰ مجلس علمائے ہند دہلی

۱۲ر نومبر ۲۰۰۲ء

# ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَاَوۡلِیَاءِ اُمَّتِہٖ ؕ

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام علیہم الرحمۃ والرضوان اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے وہ محبوب، برگزیدہ اور مقرب بندے ہیں جن کی عظمت و رفعت اور مقام و مرتبہ کے بیانات سے قرآن و حدیث بھرے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انبیاء کرام کو علم و ادراک و سمع و بصر اختیارات و تصرفات کی طاقت و قدرت عطا فرمائی اور ان کے واسطہ سے اولیاء عظام کو عطا ہوئی جن کے دلائل و شواہد قرآن و حدیث میں موجود ہیں

لھٰذا اہلسنت و جماعت انبیاء و اولیاء سے استمداد و استعانت کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ حضرات بعطائے الٰہی اپنے محبین و معتقدین کی بوقت مشکل امداد و مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

مگر غیر مقلدین وہابیہ انبیاء و اولیاء سے استمداد و استعانت کو شرک بیان کر اہلسنت و جماعت پر توڑ مروڑ کر طرح طرح کے جاہلانہ اعتراضات کرتے اور اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین سے استمداد و استعانت حاصل کرنے والوں کو مشرک قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ غیر اللہ (انبیاء و اولیاء) کے مشکل کشا ہونے پر غیر مقلدین کے چند مولویوں کی جانب سے راقم الحروف کے پاس دس اعتراضات سنہ ۱۹۹۶ء میں آئے تھے۔ بفضل اللہ تعالیٰ جل جلالہ

ودیگر جلیلہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یقیضان اولیا ءاللہ علیہم الرحمہ میں نے ان اعتراضات کے جوابات قرآن وحدیث اور تفسیر سے مدلّل ومزیّن کر کے غیر مقلد مولویوں کو بھیجدیئے - اور ساتھ ہی دیابنہ اور غیر مقلدین وہابیہ کے عقائد باطلہ جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے ہیں ان سے متعلق گیارہ سوالات ان مولویوں سے کئے - بارہا مطالبہ کے باوجود ان غیر مقلدین مولویوں کی جانب سے تاہنوز اصل سوال کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا - البتہ بے جا بکواس اور بیہودہ لغویات پر مشتمل کاغذ کا ایک پولندہ ضرور موصول ہوا -

ادھر ہمارے چند احباب مُصر ہوئے کہ غیر مقلدین کے یہ اعتراضات اور اس کے جوابات کتابچہ کی شکل میں برائے فائدہ عوام الناس شائع کر دیا جائے - لہٰذا احباب کی دلجوئی اور عوام کے استفادہ کے پیش نظر وہ اعتراضات اور اس کے جوابات اور راقم الحروف کی جانب سے کئے گئے گیارہ سوالات بشکل کتابچہ قارئین کے نذر کر رہا ہوں - اہل علم احباب سے یہ امید وابستہ کرتے ہوئے کہ اس کتابچہ میں اگر کچھ حشو وزوائد نظر آئے تو بجائے طعن وتشنیع کے از راہِ اخلاص رہنمائی فرمائیں گے - تاکہ دوسری ایڈیشن میں اصلاح کی جا سکے - احباب اہلسنّت سے یہ امید رکھتا ہوں کہ اس ناچیز کو اپنی مخصوص دعاؤں میں فراموش نہیں کریں گے -

طالبُ الدعاء

احقر العباد محمد اسرائیل قادری رضوی نوری

خادم الافتاء وصدر المدرسین دار العلوم قادریہ

علی پٹی، ضلع مہوتری (نیپال)

۱۱ر فروری ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ودین الحق ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض اینکہ اکثر مذہبی حلقوں میں یہ سوال کہ آیا خدا کے سوا (غیر اللہ) مشکل حل کر سکتا ہے؟ یا صرف خدا ہی اس پر قادر ہے؟ بڑے زور و شور سے اچھالا جاتا ہے مگر فریقین میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہو پاتا ایک ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے تو اس سوال کو مختلف پہلوؤں سے جانچتا اور پرکھتا ہے کہ کس طرح خدا کے سوا کوئی ہستی مشکل کشائی کر سکتی ہے؟ اس سوال کی دس (۱۰) مختلف صورتیں ہیں جن کا جواب جمیع علمائے کرام علی یتیؒ سے عموماً اور مولانا اسماعیل صاحب سے خصوصاً مطلوب ہے۔ امید کہ وہ ہماری تسلی فرمائیں گے۔

مجھے مشکل کا سامنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میری مشکل دور ہو اور میں (نعوذ باللہ) اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو پکارنا چاہتا ہوں جو میری مشکل دور کرے۔

امید قوی ہے کہ آپ لوگ ہمارے اس ایک سوال کے دیئے ہوئے دس (۱۰) مشکلوں کو مدلل جواب دیں گے۔

السائلون

اساتذہ مدرسہ نجم الہدیٰ السلفیہ مجھورا

(مہوتری نیپال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے والا ہے یا اس کے حل کرنے پر قادر ہے؟

ایک سوال کی دس شکلیں!

١ اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتائیے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میلوں کی دوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

٢ بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلوں پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں؟ مثلاً اسرائیلی اسرائیلی زبان میں مشکل پیش کرے گا۔ عرب والا عربی میں اسی طرح جرمن والا جرمنی میں انگریز انگریزی میں اور پٹھان پشتو میں آواز دے گا۔

٣ اگر یہ بات ثابت کردی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ اگر ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ اُن سب کی مشکلات اسی لمحہ سُن اور سمجھ لے گا یا اس کے لئے قطار بنانے کی ضرورت در پیش آئے گی؟

٤ کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اگر کبھی نیند بھی آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیئے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے کہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جبکہ وہ نہ سو رہا ہو یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے

۵ ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے اگر وہ دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سُن لے گا؟

۶ انسان کو پیدائش سے لیکر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

۷ اگر غیر اللہ مشکل کشا، تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑہ خدا نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں۔ ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہیئے کہ کون کون سی مشکلات خدائے تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کون کون سی مشکل غیر خدا حل کر سکتا ہے تاکہ سائل اپنی مشکل اسی ہستی کے سامنے پیش کر سکے جو اس کو حل کرنے پر قادر ہو؟

۸ کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل نکال سکتی ہے وہ مشکل ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو ڈالنے والا کون ہے؟

۹ بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدائے تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا۔ بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مُصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر تو دونوں میں سے کونسی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے لے گی؟

١٠ کسی بھی برگزیدہ یا گنہ گار ہستی کا جنازہ پڑھتا ہو تو اس کی بخشش کے لئے اللہ کو آواز دی جائے یا مشکل کشا کو؟

اجیبوا بالثبوت المدلل من القرآن
والحدیث ومن اقوال الائمۃ الاربعۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلی العظیم و نصلی و نسلم علی رسولہ الرؤف الرحیم

اما بعد

جناب اساتذہ مدرسہ نجم الہدیٰ ارایکم اللہ الحق واھدیکم الیٰ صراط مستقیم

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

آپ کا سوال نامہ ۱۲ ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کو موصول ہوا بوجہ کثرت مشاغل جواب میں قدرے تاخیر ہوئی۔ آپ کے دس شکوک و شبہات کے مختصر جوابات درج ذیل کر رہا ہوں۔ بغور پڑھیں ان شاء اللہ العزیز حق آفتاب نیم روز کی طرح روشن واضح ہو جائے گا۔

کچھ تحریر کرنے سے قبل آپ لوگوں سے میں یہ گذارش کروں گا کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین کی شان میں گستاخی کرنے سے باز آکر ان حضرات کی عقیدت و الفت سے اپنے قلوب کو منور و مجلّٰی کریں۔ بایں وجہ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی عقیدت نہیں ہوگی ہزار ہا دلائل و براہین آپ لوگوں کے لئے سود مند نہیں ہوں گے کہ عقیدت کی نگاہ اور ہوتی ہے عداوت کی نگاہ اور۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں:-

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبست
گلست سعدی و در چشم دشمناں خارست

اولاً یہ ذہن نشیں کرلیں کہ حقیقی مشکل کشا، دافع البلاء اور مددگار اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ ہے اس کی عطا سے اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین کہ جن کی شان مَن کانَ لِلّٰہ کانَ اللہُ لَہٗ ہے وہ بھی مشکل کشا اور دافع البلاء ہوتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین مظہر صفات الٰہیہ ہوتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو محبوب بنالیتا ہے تو وہ اپنے بندہ کا کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور چلتا ہے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانیات سے مُبرّہ و منزّہ ہے تو پھر کسی بندہ کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں ہو جانے کا مطلب کیا ہے؟

تو سنئے کہ حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کے یہ اعضاء مظہر صفات خدا ہو جاتے ہیں۔ یعنی محبوبان خدا کے ان اعضاء سے ایسے ایسے محیّر العقول افعال و حرکات و سکنات کے صدور ہوتے ہیں جو عام انسانوں کے اعضاء سے نہیں ہو سکتے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ؛ گرچہ یکساں باشد در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم ای درند ؛ شیر آں باشد کہ مردم می خورند

حدیث کے الفاظ یہ ہیں

وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا ۔ مشکوۃ باب ذکر اللہ۔

اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے

بہ عطائے الٰہی و باذن پروردگار غیر اللہ مشکل کشا، دافع البلاء اور مددگار ہوتے ہیں، اس کی دلیل ملاحظہ کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے۔

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۝

سورہ آل عمران آیت ۴۹

میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ پھر فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو، اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

غور کیا جائے کہ مارنا، جلانا بیماری سے شفا دینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور وہی اس پر قادر حقیقی ہے مگر باذن اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے پرند میں پھونک مار کر روح ڈالتے ہیں اور زندگی عطا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مٹی کے پرند اڑنے لگتے ہیں، اور اندھے اور کوڑھ کے مریض کو شفا بھی دیتے ہیں۔

اندھے کے لئے نابینائی مریض کے لئے کوڑھ یقیناً ایک سخت بلا، وبال اور مشکل ہے۔ جس بلا و وبال کو دفع اور مشکل کو رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں۔

کتب تفاسیر میں مرقوم ہے کہ آپ کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریض جمع ہو جاتے تھے جنہیں آپ دم کر کے اچھا کر دیتے تھے، اور آپ نے چار مردے کو زندہ کئے (۱) عاذر جو آپ کا دوست تھا (۲) ایک بڑھیا کا بیٹا (۳) محرر جونگی کی بیٹی (۴) سام حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے جو ۴۶ ہزار برس قبل وفات پا چکے تھے۔

مذکورہ بالا آیت پاک سے آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی عطا اور اس کے حکم سے اس کے محبوب دفع بلا اور مشکل کشائی کرتے ہیں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ سورہ بقرہ آیت ۲۴۸

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اسکی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی آل نے چھوڑے۔ اٹھائے ہوں گے اُسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر جلالین، مدارک، جمل اور کبیر میں تابوت کے متعلق ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، اس میں انبیاء کرام اور ان کے مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دولت خانہ

کی تصویر ایک سُرخ یاقوت میں تھی۔ یہ صندوق آدم علیہ السلام سے وراثتہً انبیاء کرام میں منتقل ہوتا ہوا موسیٰ علیہ السّلام تک پہونچا آپ اسُ میں توریت شریف بھی رکھتے تھے اور اپنا خاص سامان بھی۔ چنانچہ اس میں توریت کی تختیوں کے کچھ ٹکڑے اور آپ کا عصا، اور آپ کے کپڑے اور نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا، اور تھوڑا سا ،،مَن،، جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس تابوت کو آگے رکھتے تھے اور اس کی برکت سے فتح حاصل کرتے تھے۔ اور اس سے بنی اسرائیل کو تسکین بھی رہتی ہے تھی۔

اس آیت پاک اور اس کی تفسیر سے صاف واضح ہے کہ بزرگوں کے تبرکات سے مصیبتیں ٹل جاتی اور مشکل حل ہوجاتی ہیں اور دلوں کو تسکین بھی ملتی ہے۔ اور یہ بھی کہ بزرگوں کے تبرکات سے برکت حاصل کرنا سُنّت انبیاء ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السّلام کے فراق وجدائی میں اتنا روئے کہ آپ کی بینائی چلی گئی۔ ایک عرصہ کے بعد اس وقت جب کہ یوسف علیہ السّلام عزیز مصر تھے ان کے بھائی لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے اپنے والد محترم حضرت یعقوب کا حال معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی بینائی چلی گئی۔ اس وقت آپ نے اپنا کُرتا اپنے بھائیوں کو دیکر فرمایا۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا

سورہ یوسف آیت ۹۳

میرا یہ کُرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منھ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھُل جائیں گی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ
آیت ۹۶

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منھ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔

غور کیجئے کہ یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی بینائی یوسف علیہ السلام کے کرتا ڈالنے سے لوٹ آئی معلوم ہوا کہ بزرگ تو بزرگ ہیں ان کے جسم مقدس سے مَس شدہ کرتا کے ذریعہ بھی مشکل حل ہو جاتی ہے مگر اس کو وہی سمجھے گا جس کو بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی ہو۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ بارش نہیں ہوئی تھی قحط کا سا عالم تھا، لوگ بڑے پریشان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جمعہ کو جبکہ وعظ فرما رہے تھے ایک اعرابی اٹھا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گیا اور اولاد فاقہ کرنے لگی دُعا فرمائیے بارش ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت اپنے نورانی ہاتھ اٹھائے۔ راوی کا بیان ہے کہ آسمان بالکل صاف تھا ابر کا نام و نشان تک نہ تھا مگر حضور کے دست مبارک اٹھے ہی تھے کہ گھرا بادل چھا گیا۔ ابھی حضور منبر سے ہی تشریف فرما تھے کہ بارش ہونا شروع ہو گیا اتنا برسا کہ چھت ٹپکنے لگی اور حضور کی داڑھی مبارک سے پانی کے قطرے گرتے ہم نے دیکھے۔ پھر یہ بارش بند نہیں ہوئی بلکہ ہفتہ کو بھی ہوتی رہی پھر اگلے دن بھی اور پھر اس سے اگلے دن بھی حتیٰ کہ مسلسل اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، حضور جب دوسرے جمعہ کا وعظ فرمانے اُٹھے تو وہی اعرابی جس نے پہلے جمعہ میں بارش نہ ہونے کی پریشانی عرض کی تھی اُٹھا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اب تو مال غرق ہونے لگا اور مکان گرنے لگے اب پھر ہاتھ اٹھائیے کہ یہ بارش بند ہو جائے۔ چنانچہ حضور نے پھر اسی وقت اپنے دست مبارک اٹھائے اور اپنی انگلی

مبارک سے اشارہ فرماکر دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو، ہم پر نہ ہو، حضور کا اشارہ کرنا ہی تھا کہ جس جس طرف آپ کی انگلی گئی اس طرف سے بادل چھٹتا چلا گیا اور مدینہ کے اوپر اور پورا آسمان صاف ہوگیا۔ مشکوۃ باب المعجزات فصل اول ص ۵۳۶

حدیث شریف پر غور کریں تو تین باتیں روشن طور پر معلوم ہوں گی (۱) یہ کہ بارش کا نہ ہونا یا مسلسل موسلادھار بارش کا ہونا، دونوں صورتوں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک بہت بڑی پریشانی اور مصیبت ہے ان دونوں طرح کی پریشانیوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دور فرمادیا (۲) یہ کہ صحابہ کرام بوقت پریشانی اور مصیبت رسول کی بارگاہ میں دفع پریشانی اور حاجت روائی کے لئے عرضی پیش کرتے تھے اور حضور بہ عطائے الٰہی مشکل کشائی فرمادیا کرتے ہیں۔ (۳) یہ بارش کی قلت وکثرت کی پریشانی سے نجات کے لئے اس اعرابی صحابی نے جب حضور کی بارگاہ میں عرضی پیش کی تو اللہ کے رسول نے یہ نہیں فرمایا کہ اے اعرابی اس پریشانی کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دور فرماسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کسی بندہ کو نہیں دیا اس لئے اس عرضی کو اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں پیش کرو۔ بلکہ آپ نے خداداد اختیارات کے پیش نظر اس عرضی کو قبول فرمایا اور دفع پریشانی کردی۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اثنائے خطبہ تین مرتبہ فرمایا "یاساریۃ الجبل" یعنی اے ساریہ پہاڑ کی آڑ لو حاضرین متحیر و متعجب ہوئے کہ اثنائے خطبہ یہ ندا کیسی بعد کو آپ سے دریافت کیا کہ آج آپ نے خطبہ فرماتے فرماتے یہ ندا کیسی فرمائی؟ ارشاد فرمایا کہ اسلامی لشکر جو ملک عجم میں مقام "نہاوند" پر کفار کے ساتھ مصروف جنگ ہے میں نے دیکھا کہ کفار اس کو دونوں طرف سے گھیر کر مارنا چاہتے ہیں اس حالت کو دیکھ کر میں نے امیر لشکر کو پکار کر کہہ دیا کہ اے ساریہ پہاڑ کی آڑ لو۔ یہ سن کر لوگ منتظر رہے کہ لشکر سے کوئی

خبر آئے تو تفصیل حال دریافت ہو۔ کچھ عرصہ بعد ساریہ کا قاصد خط لیکر آیا اس میں تحریر تھا کہ جمعہ کے روز دشمن سے مقابلہ ہو رہا تھا خاص نماز جمعہ کے وقت ہم نے بایں الفاظ ندا سُنی "یاساریۃ الجبل"، یہ سُن کر ہم پہاڑ سے مل گئے اور ہمیں دشمنوں پر غلبہ ہوا اور دشمن کو ہزیمت ہوئی۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا الصَّائِحُ یَصِیْحُ یَاسَارِیُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَوَاہُ الْبَیْھَقِیْ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ۔

مشکوۃ باب الکرامات

ابن عمر سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک لشکر روانہ فرمایا جس کا امیر حضرت ساریہ کو مقرر فرمایا، درمیان خطبہ حضرت عمرؓ پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ کی آڑ لو۔ کچھ عرصہ بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور عرض کیا "یا امیرالمومنین دشمنوں سے جنگ ہو رہی تھی قریب تھا کہ وہ ہمیں شکست دیتے کہ اچانک ایک پکارنے والے کی پکار آئی اے ساریہ پہاڑ کی آڑ لو ہم لوگ پہاڑ کی جانب متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی بیہقی نے اس کو دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ مقام نہاوند میں لشکرِ اسلام کو پیش آنیوالے حالات حضرت عمر نے مدینہ سے ہی ملاحظہ فرمالیا باوجودیکہ بہت سارے حجابات دونوں مقامات کے درمیان حائل تھے۔ جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبین کے لئے حجابات مانع ملاحظہ نہیں ہوتے بلکہ مسافت بعیدہ کی چیزوں کو بچشم خود دیکھ لیا کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ درمیان خطبہ حضرت عمر نے ساریہ کو جو غیر خدا ہیں ان کو یاساریہ

کہہ کر پکارا۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا جائز ہے۔

سوم یہ کہ حضرت عمر کی پکار بغیر کسی دنیاوی ذرائع کے مدینہ سے مقام نہاوند میں پہونچ گئی اور ان کی پکار کو حضرت ساریہ نے سن بھی لیا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ والے مسافت بعیدہ کی پکار کو سن لیتے ہیں۔

چہارم یہ کہ حضرت عمر نے مدینہ اور مسجد نبوی سے ہی لشکر اسلام کی مشکل کشائی و حاجت روائی فرمائی اور دشمنوں کے محاصرہ و حملہ سے ان لوگوں پر پیش آنے والی دشواریوں اور بلاؤں کو دفع فرمایا۔ جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اللہ والے دور سے بھی کسی کی مشکل کشائی کرنے کی قدرت و طاقت رکھتے ہیں اور یہ طاقت و قدرت من جانب اللہ ان حضرات کو عطا ہوتی ہے۔

تو اب آپ لوگ اپنے نمبر وار دس اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کریں۔

**جواب نمبر ۱** یقیناً اللہ والے اپنی زندگی میں اور بعد وفات قبر میں دور کی آواز اور پکار سن لیتے ہیں۔ مشکوٰۃ باب الکرامات کی حدیث جو اوپر مذکور ہوئی اسکی واضح دلیل ہے۔ علاوہ ازیں ملاحظہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

سورہ نمل آیت ۱۸

حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیوں اپنے گھروں میں چلی جاؤ سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں تو سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی اس بات سے مسکرا کر ہنس پڑے

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے محبوب بندے دنیوی زندگی میں دور کی آواز سن لیتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل

سے چیونٹی کی یہ آواز سُنی۔

غور کیجئے کہ عام انسان چیونٹی کو اپنے کان میں رکھ لینے کے باوجود اس کی آواز نہیں سُن سکتا مگر اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل کے فاصلے سے چیونٹی کی آواز سُن لیتے اور اس کی زبان اور گفتگو کو سمجھ لیتے ہیں۔

امام ترمذی امام ابن ماجہ جلیل القدر صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ لَیْسَ فِیْھَا اَرْبَعُ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدٌ لِلّٰہِ ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر اس شئی کو دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے اور ہر اس آواز کو سُنتا ہوں جس کو تم نہیں سُنتے (بطور تمثیل ایک آواز کا ذکر فرمایا) کہ آسمان چرچرایا اور اس کا چرچرانا درست ہے کیوں کہ اس میں بقدر چار انگشت بھی ایسی جگہ نہیں جس پر فرشتہ پیشانی ٹیکے ہوئے اللہ کے لئے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

غور کیا جائے کہ زمین سے آسمان اول، دوم، سوم اور اسی طرح آسمانِ ہفتم تک کس قدر مسافت بعیدہ ہے اور اتنی دوری پر آسمان کی چرچراہٹ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرما رہے ہیں۔

بخاری جلد اوّل باب المیّت یسمع خفق النعال میں ہے۔

اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتُوُلِّیَ — جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے

وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتّٰى اَنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ ٥ — اور اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔

محدّث ابن عبد البر الاستذکار میں بسند صحیح عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِيْهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ — جب کوئی مومن اپنے مومن بھائی کی قبر پر جائے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور سلام کرے تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد قوت سماع اور قوت بصر میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں من خاکی حجاب کے باوجود مردہ قبر کے اندر رہ کر بیرونی پست ترین آواز یعنی جوتے کی آہٹ سنتا ہے اور بیرونی انسان کو دیکھتا اور پہچانتا ہے اور سلام کی آواز کو سنتا اور اس کا جواب بھی دیتا ہے۔

غور کیا جائے کہ بعد وفات جب عام مومنین کے دیکھنے سننے اور پہچاننے کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین کے دیکھنے اور سننے کا عالم کیا ہوگا۔

**جواب نمبر ۲** یقیناً اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء کرام اور اپنے دیگر محبوب بندوں کو وہ علم عطا فرماتا ہے کہ وہ حضرات دنیا کی تمام زبانوں کو جانتے اور سمجھتے ہیں۔ ٥

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا — اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔

اسی آیت کے تحت تفسیر صاوی میں ہے۔

اِخْتَصَّ اٰدَمَ بِمَعْرِفَةِ الْاَسْمَاءِ بِجَمِيْعِ اللُّغَاتِ وَتِلْكَ اللُّغَاتُ تَفَرَّقَتْ فِيْ اَوْلَادِهٖ ٥

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خاص فرمایا تمام زبانوں کی اسمار کی پہچان کے ساتھ اور ان کی اولاد کی زبانیں مختلف ہیں۔

تفسیر رُوح البیان میں ہے۔

وَفِي الْخَبَرِ عَلَّمَهٗ سَبْعَ مِائَةِ اَلْفِ لُغَاتٍ ٥

حدیث میں ہے کہ حضرت آدم کو سات لاکھ زبانیں سکھائی گئیں۔

اور تفسیر کبیر میں ہے۔

اَیْ عَلَّمَهٗ صِفَاتَ الْاَسْمَاءِ وَنُعُوْتَهَا وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ اَنَّ الْمُرَادَ اَسْمَاءُ كُلِّ شَیْءٍ مِنْ خَلْقٍ مِنْ اَجْنَاسِ الْمُحْدَثَاتِ مِنْ جَمِيْعِ اللُّغَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ الَّتِیْ يَتَكَلَّمُ بِهَا وَلَدُ اٰدَمَ مِنَ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفَارِسِيَّةِ وَالرُّوْمِيَّةِ وَغَيْرِهَا ٥

آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھا دیئے اور یہی مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں میں ہوں گے جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے عربی، فارسی اور رومی وغیرہ۔

سورہ نمل کے اندر سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ

اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی۔

چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام تمام پرندوں اور جانوروں کی زبانیں جانتے اور سمجھتے تھے حتّٰی کہ چیونٹیوں کی بولی کو سن اور سمجھ کر آپ نے تبسم فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہرنی فریاد رس ہوئی آپ نے اس کی فریاد سُنی اور فریاد رسی کی۔ جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے

اَلْعَبْدُ یَنْتَقِلُ فِی الْاَحْوَالِ حَتّٰی یَصِیْرُ اِلٰی نَعْتِ الرُّوْحَانِیَّۃِ فَیَعْلَمُ الْغَیْبَ۔

بندہ حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ روحانیت کی صفت پا لیتا ہے پس غیب جانتا ہے۔

اسی مرقات میں ہے

یَطَّلِعُ الْعَبْدُ عَلٰی حَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ

کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہوجاتا ہے۔

اسی مرقات کے جلد دوم میں ہے

اَلنُّفُوْسُ الزَّکِیَّۃُ الْقُدْسِیَّۃُ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃِ عَرَجَتْ وَاتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقَ لَہٗ حِجَابٌ فَتَرَی الْکُلَّ کَالْمُشَاہِدِ بِنَفْسِہَا اَوْ بِاَخْبَارِ الْمَلَکِ لَہَا۔

پاک وصاف نفس جبکہ بدنی علاقوں سے خالی ہوجاتے ہیں تو ترقی کرکے ملأ اعلیٰ سے مل جاتے ہیں اور ان پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا پس وہ تمام چیزوں کو مثل حاضر محسوس کے دیکھتے ہیں خواہ اپنے آپ یا فرشتہ کے الہام سے۔

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّہٗ یَنْجَذِبُ اِلٰی حَیِّزِ الْحَقِّ فَیَصِیْرُ عَبْدُ اللّٰہِ فَیَتَجَلّٰی لَہٗ کُلُّ شَیْءٍ۔

مرد عارف بارگاہ حق کی طرف جذب ہوجاتے ہیں پس وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور ان کے لئے ہر چیز ظاہر ہوجاتی ہے

اقوال مفسرین وشارحین سے صاف ظاہر ہے کہ جب بندہ بارگاہ حق کا
عارف ومقبول ہوجاتا ہے اور صفت روحانیت سے متصف ہوجاتا ہے تو تمام اشیاء
ان پر عیاں اور واضح ہوجاتی ہیں۔ اور بعطائے الٰہی تمام زبانوں کا علم ان حضرات کو ہوجاتا
ہے۔

دنیا سے جانے والا جبکہ دنیا سے جاتا ہے اور اس کے دوست واحباب خویش و
اقارب قبر میں انکو مدفون کر دیتے ہیں تو دو فرشتے قبر میں آکر تین سوال کرتے ہیں (۱) مَنْ رَّبُّکَ
(۲) مَادِیْنُکَ (۳) مَاتَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ۔ تو وہ مدفون شخص خواہ عالم ہو
یا جاہل عربی جانتا ہو یا نہیں جانتا ہو بہ زبان عربی فرشتوں کے گئے سوالات کو سمجھ لیتا ہے
اور عربی میں ہی اگر وہ مومن ہے تو حسن وعمدگی کے ساتھ جواب دیتا ہے اور اگر وہ بندہ
غیر مومن ہے خواہ وہ عربی جانتا ہو یا نہیں جانتا ہو پھر وہ عربی میں کئے گئے سوالوں کو سمجھ
لیتا ہے اور عربی میں ہی ہر ایک سوال کے جواب میں ھاہ ھاہ لاادری کے ساتھ
جواب دیتا ہے۔ جیسا کہ احادیث کریمہ کی معتبر و مستند کتابوں میں مذکور ہے۔
جب غیر عربی داں عام انسان قبر میں جاکر عربی بولنے اور سمجھنے لگتا ہے تو
اللہ تعالیٰ کے محبوبین ومقربین بندے بعطائے الٰہی اگر دنیا کی تمام زبانوں کو جاننے
اور سمجھنے لگیں تو اس میں کونسی قباحت وضلالت ہے۔

**جواب نمبر ۳** سینکڑوں ہزاروں مصیبت زدہ ایک ہی لمحہ اپنی مصیبت
کو اللہ تعالیٰ کے محبوبین ومقربین کی بارگاہ میں پیش کریں
اور ان کو پکاریں تو یقیناً اللہ کے وہ محبوبین اسی لمحہ ان تمام کی پکار سن اور
سمجھ لیں گے۔ اللہ والے کی بارگاہ میں ان کے عقیدتمندوں کو قطار بنانے اور
نمبر لگانے کی ضرورت نہیں۔

ملک الموت ایک ہی فرشتہ ہے اور پوری دنیا میں بیک وقت ہزاروں کو موت آتی ہے۔ اسی ایک وقت میں ملک الموت خداداد طاقت وقدرت سے سب کی روح قبض کر لیتے ہیں مرنے والوں کو ملک الموت کے سامنے قطار بنانے اور نمبر لگانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ ابھی چند روز پیشتر یہ خبر سننے میں آئی کہ دہلی سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر فضا میں دو جہاز ٹکرا گئے اور اس میں سوار ساڑھے تین سو افراد بیک وقت موت کی گھاٹ اتر گئے۔ اب میں آپ لوگوں سے یہ پوچھنا چاہوں گا کیا وہاں بھی مرنے والے ملک الموت کے سامنے قطار لگائے؟ میں امید کرتا ہوں کہ یہاں آپ لوگ بھی وہی کہیں گے جو ہم اہلسنت وجماعت کہتے ہیں کہ مرنے والوں کو ملک الموت کے سامنے قطار لگانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ اس خداداد طاقت سے ایک ہی آن میں وہ سب کی جان قبض کر لیتے ہیں۔

تفسیر نسفی میں آیت پاک قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ کے تحت ہے۔

| | |
|---|---|
| حُوِّيَتْ لِمَلَكِ الْمَوْتِ الْاَرْضُ وَ جُعِلَتْ لَهٗ مِثْلَ الطَّشْتِ يَتَنَاوَلُ مِنْهَا حَيْثُ شَاءَ | روئے زمین ملک الموت کیلئے سمیٹ دی جاتی ہے اور مثل طشت کے کر دی جاتی ہے کہ وہ جہاں سے چاہے روح قبض کر لے۔ |

جب ملک الموت کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت عطا فرمائی کہ ایک آن میں سب کی جان قبض کر لے اور ان کے لئے زمین سمیٹ کر مثل طشت کر دی جائے تو کیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام، اولیاء عظام کو وہ طاقت عطا نہیں فرمائی کہ وہ ایک ہی لمحہ میں تمام پکارنے والوں کی پکار سن لیں اور روئے زمین ان کے لئے مثل طشت کر دی جائے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین کے لئے زمین کو سمیٹ دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین میں مسلم شریف سے بروایت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَہَا

اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

جواب ۴: نیند و غنودگی کا تعلق جسم اور دنیاوی زندگی سے ہے۔ جیسا کہ کھانا، پینا اور غلاظت کرنا ان تمام کا تعلق دُنیاوی زندگی سے ہے جس طرح بعد موت یہ حالات و کیفیات منقطع ہو جاتے ہیں اسی طرح روح اور روحانیت کیلئے نیند اور غنودگی نہیں ہوتی۔

مرقات شرح مشکوٰۃ جلد دُوم کے حوالہ سے اوپر مذکور ہوا کہ بندہ حالات میں منتقل ہو کر صفت روحانیت پا لیتا ہے۔ اور یہ بھی مذکور ہوا کہ پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جُدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔

مرقات کی ان عبارتوں پر آپ لوگ نظرِ عمیق ڈالیں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ جب نفوس قدسیہ علائق بدنی سے مجرّد ہو کر عالم بالا سے مل جاتے ہیں تو ان کے دیکھنے اور سُننے کیلئے کسی وقت کا تعیّن نہیں ہے کہ فلاں وقت دیکھتے اور سُنتے ہیں اور فلاں وقت بوجہ نیند قوتِ سماع و بصر سلب ہو جانے کے وہ حضرات اس کیفیت میں سُنتے اور دیکھتے نہیں۔ بلکہ مطلق ہے کہ نفوس قدسیہ سب کچھ دیکھتے اور سُنتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شب و روز کے ہر لمحہ اللہ والے دیکھتے، سُنتے اور مدد فرماتے ہیں۔

تفسیر رُوح البیان جلد ۳ ص ۱۴۷ میں ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قدم قدم پر دُرُود شریف پڑھتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہاں تو تسبیح و تحلیل کرنی چاہیئے مگر تو درود شریف پڑھتا ہے تو اس نے کہا کہ ایک سال میں اور میرے باپ حج کو جا رہے تھے کہ ایک جنگل میں میرا باپ مر گیا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا پس میں نے دیکھا کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار با نقاب آیا۔

فَكَشَفَ الرِّدَاءَ عَنْ وَجْهِهٖ وَمَسَحَ عَلٰى وَجْهِهٖ فَصَارَ اَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ ٥

پس اس نے میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا اور اپنا دست مبارک ان کے چہرے پر پھیرا تو میرے باپ کا چہرہ دودھ کی مانند سفید ہو گیا۔

جب وہ سوار جانے لگا تو میں نے پوچھا کہ آپ اس جنگل میں ایسی مشکل میں میری مدد کرنے والے کون بزرگ ہیں۔

فَقَالَ اَوَمَا تَعْرِفُنِىْ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَىَّ وَاَنَا غِيَاثٌ لِّمَنْ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ فِىْ دَارِ الدُّنْيَا

تو اس نے کہا کہ کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تیرا باپ کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرتا تھا اور جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے میں اس دنیا میں اس کا مددگار ہوں۔

تفسیر رُوح البیان میں مذکور اس واقعہ پر آپ لوگ غور کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی کہ بعد وصال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے درود پڑھنے والے اس شخص پر

-جنگل میں بعد وفات پیش آنے والی حالت وکیفیت کو آپ نے ملاحظہ فرمالیا اور اس کی مدد فرمائی -اور حضور کے دست مبارک پھیر دینے سے اس کا چہرہ روشن اور چمکدار ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے پر بعد وفات نیند وغنودگی طاری نہیں ہوتی اور وہ ہر لمحہ یہ دیکھتے ہیں کہ میرے عقیدتمندوں پر کہاں اور کونسی مصیبت آئی اور پھر دفع بلا بھی فرمادیتے ہیں۔

**جواب نمبر ۵** اللہ والے بعطائے الٰہی دلوں کے حرکات وکیفیات اور دلی فریاد سے بھی واقف ہو جاتے ہیں۔ بخاری جلد اوّل باب الخشوع فی الصلوٰۃ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت |
| صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ | ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ |
| تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی | کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے۔ بخدا مجھ |
| عَلَیَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ | پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع ، میں |
| اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ ؕ | تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ |

اس حدیث شریف سے صاف واضح ہے کہ خشوع جو دل کی کیفیت کا نام ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دل کی اس کیفیت سے باخبر ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب مصر کی سلطنت عطا ہوئی اور آپ عزیز مصر بنے اس وقت ان کے بھائی لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ حضرت یعقوب اور گھر کے دیگر حالات دریافت کئے تو بھائیوں نے گھر کے حالات کے ساتھ یہ بتایا کہ حضرت یعقوب کی بینائی چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا کرتا لے جاؤ اور ان کے منھ پر ڈال دو ان کی

بصارت لوٹ آئے گی اور گھر کے تمام افراد کو یہاں لے آو۔ آپ کے بھائی وہ کرتا لیکر مصر سے روانہ ہوئے اسی وقت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کرلی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ ٥

جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔

سورہ یوسف آیت ۹۴

غور کیا جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان سے ہی مصر میں رہنے والے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کرلی۔ جب اللہ کے نبی مسافت بعیدہ سے خوشبو محسوس کرسکتے ہیں تو ولی فریاد سے بھی واقف ہوسکتے ہیں۔

تعبیر خازن جلد اول صـ ۴۲۹ میں آیت کریمہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کے تحت ہے۔

مِنْ اَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ وَاَمْرِ الدِّيْنِ وَمِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَمِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِيْنَ وَكَيْدِهِمْ ٥

اس سے شریعت کے احکام اور دین کے لوازمات اور چھپے ہوئے بھید اور دلوں کے راز اور منافقین کے حالات اور مکرو فریب مراد ہیں۔

تذکرۃ الاولیا صـ ۴۳۳ میں ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک مجوسی رہتا تھا ایک روز اس نے اپنے گلے میں زنار پہنا اور اس کے اوپر مسلمانوں کا لباس پہن کر حضرت جنید کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور ایک حدیث کا مطلب دریافت کرنے آیا ہوں حدیث میں آیا ہے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ۝ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ حضرت جنید بغدادیؒ مسکرائے اور فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنا زنّار توڑ کفر چھوڑ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا۔ مجوسی یہ سنا تو فوراً پکار اٹھا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین اور ان مقبول بندوں کو جو صحیح معنوں میں کامل الایمان ہیں دلوں کے راز چھپے ہوئے بھید کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ اور ان حضرات کی نظروں سے کوئی پوشیدہ بات پنہاں نہیں رہتی اور وہ "نور حق" کے ساتھ سب کچھ دیکھ لیتے اور جان لیتے ہیں۔

جواب نمبر ۶-۷ آپ لوگوں کے اس عامیانہ وجاہلانہ سوال سے حیرت میں ہوں کہ آپ لوگ اللہ والوں کی عداوت ولغاوت اور ان حضرات پر اعتراضات کی رو میں ایسے بہہ گئے کہ اپنے روزمرہ پیش آنیوالے حالات وکیفیات اور ضروریات کو بھی فراموش کر گئے۔ آپ لوگ اولاً یہ بتائیں کہ جب آپ لوگوں کو کوئی مرض لاحق ہوتا ہے تو کسی طبیب و ڈاکٹر کے پاس جا کر علاج کے لئے ملتجی کیوں ہوتے ہیں؟ جبکہ تندرستی اور شفا دینے والا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہے۔ جب کوئی مشکل و دشواری آتی ہے اور مقدمہ درپیش ہوتا ہے تو تعاون کے لئے اپنے خویش واقارب اور کسی حاکم اور وکیل کی حمایت کیوں حاصل کرتے ہیں؟ جبکہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ خدا کی شان ہے کیا ان مواقع میں آپ لوگ اِیَّاكَ نَسْتَعِيْنُ والی آیت فراموش کر جاتے ہیں؟ آپ لوگ میرے اس استفسار کا جو جواب دیں وہی آپ لوگوں کے سوالوں کا جواب ہوگا۔

تاہم آپ لوگ سُنئے کہ اللہ تعالیٰ کے تمامی صفات ازلی وابدی ہیں جو ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے جُدا نہیں ہوتے۔ اور وہی حقیقی مشکل کشا، حاجت روا، اور دافع بلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبین ومقربین کی بارگاہ میں اپنی مشکل پیش کرنے والا بوقت مصیبت ان کو پکارنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حقیقی مشکل کشا، حاجت روا جانتا ہے اور اللہ والوں کو ذریعہ، وسیلہ اور واسطہ قرار دیتا ہے کہ ان اللہ والوں کے واسطہ سے مشکل اور مصیبت جلد تر دور ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں کو کہ جن کا وسیلہ و واسطہ ڈھونڈا گیا ان کو مشکل کشا اور حاجت روا کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہیں کے وسیلہ وذریعہ مشکل حل ہوئی اور مصیبت دُور رہوئی اور یہ قرآن کے اصطلاح کے مطابق ہے۔

تمامی انسان بلاتفریق مذہب وملّت یہ جانتے اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ موت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو آیات مقدسہ واحادیث کریمہ سے ثابت بھی ہے۔ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ۝ سورہ سجدہ آیت ۱۱ — تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

اس آیت پاک سے صاف ثابت ہے کہ ملک الموت وفات دیتا ہے۔
معاذ اللہ قرآن کی اس آیت کے پیش نظر کیا آپ لوگ یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ موت نہیں دیتا؟ یا آپ لوگ اس آیت پاک کا انکار ہی کردیں گے؟ اگر انکار نہیں تو تطبیق دیجئے اور اگر تطبیق دینے کا شعور نہیں تو علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں چلئے اور ان سے تطبیق کا ڈھنگ سیکھئے! وہ اپنی تصنیف تفسیر رُوح البیان میں متذکرہ بالا آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

اِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يَقْبِضُ الْاَرْوَاحَ — ملک الموت رُوحوں کو قبض کرتے، ہیں

| | |
|---|---|
| وَالْمَلٰئِکَةُ اَعْوَانُ لَہٗ یُعَالِجُوْنَ وَیَعْمَلُوْنَ | اور دیگر فرشتے ان کے مددگار ہیں |
| بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ تَعَالٰی یُزْھِقُ الرُّوْحَ | جو تدبیر کرتے ہیں اور ان کے حکم |
| فَالْفَاعِلُ لِکُلِّ فِعْلٍ حَقِیْقَةً وَالْقَابِضُ | سے عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ |
| لِاَرْوَاحِ جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ ھُوَ اللّٰہُ | روح نکالتا ہے تو حقیقۃً ہر فعل کا فاعل |
| وَاِنَّ مَلَکَ الْمَوْتِ وَاَعْوَانَہٗ وَسَائِطُ | اور تمام مخلوق کے ارواح کا قبض کرنے |
| | والا اللہ تعالیٰ ہے اور ملک الموت |
| | اور دیگر فرشتے واسطہ ہیں۔ |

مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وفات دینے کو ملک الموت کی جانب منسوب فرمایا ہے کہ انہیں کے ذریعہ رُوح قبض کی جاتی ہے معلوم ہوا کہ جس کام کیلئے جن کو واسطہ قرار دیا جائے اس کام کو ان کی جانب منسوب کرنا جائز و درست ہے اور قرآن کے مطابق ہے مخالف نہیں۔

حضرت مریم کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ | میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں |
| لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا | تجھے ستھرا بیٹا دے جاؤں۔ |

سورۂ مریم آیت ۱۹

غور کیجئے کہ آیت میں "اَھَبَ" واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ گویا کہ حضرت جبرئیل حضرت مریم سے فرما رہے ہیں میں تجھے بیٹا دینے آیا ہوں۔ بولئے اولاد عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے کہ نہیں؟ معاذ اللہ۔ یقیناً اولاد دینے پر اللہ تعالیٰ ہی قادر حقیقی ہے اور وہی بیٹا یا بیٹی دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ جبرئیل نے حضرت مریم کو بیٹا دیا کہ جبرئیل نے ان کے گریبان میں پھونک ماری جس سے حضرت مریم حاملہ ہوگئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی

کیا آپ لوگ یہاں بھی کہیں گے کہ کسی کو بیٹا اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور کسی کو جبرئیل بیٹا دیتے ہیں؟

ابتداءً قرآن کے حوالہ سے میں تحریر کر چکا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے مادر زاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کو شفا دیتے تھے اور مٹی کی پرند بنا کر پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ کیا یہاں بھی آپ لوگ یہ کہنے کی جراءت کریں گے کہ کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے اور کچھ لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام؟ کچھ لوگوں کو شفا اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور کچھ لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام؟ کچھ پرند کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور کچھ پرند کا خالق عیسیٰ علیہ السلام؟ یا آپ لوگ ان مقامات پر آیات قرآنیہ کا ہی انکار ہی کر دیں گے؟ اگر انکار کیا تو انجام پر خود ہی غور کریں۔ اور اگر انکار نہیں تو تطبیق دیجئے اور خیالات فاسدہ اور اوہامِ باطلہ دُور کیجئے۔

## جواب نمبر ۸ - ۹

آپ لوگوں نے اپنے ان دو سوالوں میں جس جہالت کا ثبوت پیش کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اگر آپ لوگوں نے قرآن واحادیث اور کتب تفاسیر کا مطالعہ کیا ہوتا اور پڑھا ہوتا تو ہرگز اس طرح کے بے جا اعتراضات اور بے جا اندازیں کرنیکی جرامت نہیں کرتے۔ اور اگر پڑھا ہے تو شاید اس کے مفاہیم و مطالب نہیں سمجھے ہیں۔

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک زمانہ وہ ہوگا کہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔

اب آپ لوگ سُنئے اور سر دُھنئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے دلائل قوم کے سامنے پیش فرماتے ہوئے یہ دلیل دی۔

وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ؕ سورہ آل عمران آیت ۴۹ — اور تمہیں بتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم جمع کر رکھتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں تحریر کرتے ہیں

نَّہٗ کَانَ یَلْعَبُ مَعَ الصِّبْیَانِ ثُمَّ یُخْبِرُھُمْ بِاَفْعَالِ اٰبَاءِ ھِمْ وَاُمَّھَاتِھِمْ وَکَانَ یُخْبِرُ الصَّبِیَّ بِاَنَّ اُمَّکَ قَدْ خَبَأَتْ لَکَ کَذَا وَکَذَا ۝

حضرت عیسٰی علیہ السلام بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور ان کو ان کے باپوں اور ماؤں کے حرکات وسکنات اور افعال واعمال بتا دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے آج تیری ماں نے تیرے لئے یہ پکایا ہے۔

ایک دن ایک لڑکا گھر گیا تو وہ چیز نہ دیکھی جو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بتائی تھی اپنی ماں سے کہا کہ وہ چیز لاؤ۔ ماں نے پوچھا تجھے کس نے بتایا ہے تو بچے نے کہا کہ میرے یار حضرت عیسٰی علیہ السلام نے۔ ماں نے کہا کہ وہ تو جھوٹا ہے۔ تو لڑکا بولا کہ ساری دنیا جھوٹی ہو سکتی ہے مگر میرا یار جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ آخر قوم نے سمجھا کہ چونکہ اس کے ساتھ بچے کھیلتے ہیں اس لئے یہ بچوں سے گھروں کی باتیں پوچھ لیتا ہے۔ ایک دن قوم نے تمام بچوں کو ایک حویلی میں بند کر کے تالا لگا دیا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے تو پوچھا کہ اس حویلی میں کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ خنازیر۔

قَالَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کَذٰلِکَ یَکُوْنُوْنَ فَاِذَا ھُمْ خَنَازِیْرُ

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے ہی ہوں گے۔ جب دروازہ کھولا گیا تو تمام بچے خنزیر تھے

یہ سزا اس لئے ملی کہ ان لوگوں نے عیسٰی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی تھی۔

اللہ والوں کی عظمت شان دیکھئے اور غور کیجئے کہ ان تمام بچوں کو اللہ تعالیٰ نے آدمی اور انسان بنایا تھا مگر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی بددعا سے تمام بچوں کو جو آدمی تھے خنزیر بنا دیا۔

مشکوٰۃ باب المعجزات فصل اوّل ص ۵۳۶ میں ہے

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَکَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے فرمایا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا میں داہنا ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ حضور نے (بطور بددعا) فرمایا تو کبھی نہیں اٹھا سکتا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص بوجہ تکبّر دائیں ہاتھ سے نہیں کھایا۔ راوی یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول کی بددعا کے بعد اس شخص کا داہنا ہاتھ کبھی منھ تک نہیں اٹھا۔ مسلم نے اس کو روایت کیا۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے بارگاہِ رسالت مآب میں تکبّر کیا تو حضور نے اس کے تندرست ہاتھ کو اپنی بددعا سے بیکار فرما کر ہمیشہ کیلئے اس شخص کو بلا اور مصیبت میں ڈال دیا۔

حدیث شریف اور تفسیر کبیر سے نقل کردہ واقعہ پر آپ لوگ نظر عمیق ڈالیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ اللہ والے جہاں اپنے عقیدتمندوں کی مشکل حل کردیتے ہیں وہیں گستاخوں کو بلاء میں بھی ڈال دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ حقیقی مشکل حل فرمانے والا یا بلاء مسلّط کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انبیاء کرام واولیائے عظام کو ایسے ایسے اختیارات و تصرّفات عطا فرمایا ہے کہ ان کے فیوض و برکات اور دعاء یا بددعاء سے مشکل حل یا بلاء مسلّط ہوجاتی ہے اور جنکی دعاء یا بددعاء سے مصیبت دور ہوئی یا بلا مسلّط ہوئی اس کے

دُور کرنے یا مُسلّط کرنے کو اُنہیں کی جانب منسوب کر کے بولتے ہیں۔ جن کے دلائل اوپر مذکور ہو چکے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ظاہراً ان کا حال ایسا پراگندہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کو دھکا دیکر بھگا دیں مگر بارگاہ خُدا میں ان کی مقبولیت کا عالم یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرما دیتا ہے۔

**جواب نمبر ۱۰** جنازہ پڑھتے کے وقت یا اور کسی بھی وقت گناہوں اور خطاؤں کی مغفرت طلب کرنی ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کی جائے کہ وہی مغفرت اور بخشش فرمانیوالا ہے اور اسی کی ذات اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین کے وسیلے اور واسطہ سے مغفرت طلب کی جائے تو جلد تر مغفرت ہونیکی امید ہے اور مغفرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

سورہ نساء آیت ۶۴

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اسی آیت کے تحت تفسیر مدارک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد ایک بدوی قبر انور پر حاضر ہوا۔ قبر انور کی مٹی اپنے سر پر ڈالی اور بولا یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے سُن لیا اور ہم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا الخ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا آپ

کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اللہ سے معافی مانگتا ہوں حضور شفاعت فرمادیں کہ رب تعالیٰ مجھے بخش دے۔ قبر انور سے آواز آئی تیری بخشش ہوگئی۔

مندرجہ بالا آیت سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ جو گناہوں کی مغفرت فرمانے والا ہے وہ گنہ گاروں کو حکم فرما رہا ہے کہ اپنی مغفرت چاہتے ہو تو رسول کی بارگاہ میں حاضری دو اور ان کی شفاعت کا طالب ہو۔ جب رسول سفارش کریں گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے گا۔ غور کیجئے! باوجودیکہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمانیوالا ہے گنہگاروں کو بارگاہ رسول کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ اور اس آیت کے تحت تفسیر مدارک میں منقول روایت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجات عرض کرنے کے لئے اس کے مقبول بندوں کو وسیلہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے اور یہ بھی کہ قبر پر حاجت روائی کے لئے جانا جائز ہے۔ جو زمانۂ صحابہ میں مروّج تھا کہ بدوی نے قبر رسول پہ حاضری دی اور رسول کو وسیلہ قرار دیا اور یہ بھی کہ اللہ کے رسول اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور حاجت روائی فرماتے ہیں۔

مقدمہ شامی ص ۵۵ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے،

اِنِّی لَاَتَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْئُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُقْضٰی سَرِیْعًا

میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو جلد حاجت پوری ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ امام شافعی بوقت حاجت اپنے وطن فلسطین سے چل کر بغداد امام ابو حنیفہ کی قبر پہ حاضر ہوتے تھے اور ان کے وسیلہ سے دعا کرتے تو امام شافعی کی حاجت جلد تر پوری ہو جاتی تھی۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بوقت حاجت بزرگوں کی قبر پر حاضری دینا اور ان کے

وسیلہ سے دُعاء کرنا جائز ہے۔

ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجت میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر طالب دُعاء ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نابینا صحابی سے فرمایا کہ دو رکعت پڑھ کر اس طرح دُعاء کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ لِیْ قَالَ اَبُو اِسْحٰق ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ ۔

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کے ذریعہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ میرے حضور کی شفاعت قبول فرما۔ ابو اسحٰق نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ نابینا صحابی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وسیلہ سے دُعاء کرنے کا حکم فرمایا اور طریقہ بتایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبین کے وسیلہ سے دُعاء کرنے سے حاجت جلد تر پوری ہوتی ہے۔

قد تم جواب اعتراضکم من الدلائل والبراھین بعون مالک یوم الدین ونسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الاخرۃ والدنیا والدین والاستقامۃ علی الشریعۃ الطاھرۃ المتین وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ابدا الابدین والحمد للہ رب العلمین ۔

محمد اسرائیل قادری رضوی نوری
صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ علی پٹی ضلع مہوتری
۲۱ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

# غیر مقلدین مولویوں سے کئے گئے سوالات

آپ لوگ مزید سوالات بھیجنے سے قبل اس کا مدلل جواب روانہ کریں کہ مندرجہ ذیل قول کے قائل اور اس کا عقیدہ رکھنے والوں پر آپ لوگوں کے نزدیک شریعت مطہرہ کا کیا حکم نافذ ہوگا۔ اور یہ بھی کہ ذیل کے اقوال سے اللہ و رسول کی اہانت ہوتی ہے یا نہیں ؟

(۱) خدا جھوٹ بول سکتا ہے

(۲) اللہ تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی۔ جب بندے اچھے یا برے کام کر لیتے ہیں تب اس کو معلوم ہوتا ہے۔

(۳) اعمال میں بظاہر امتی نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

(۴) شیطان و ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے۔

(۵) حضور علیہ السلام کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔

(۶) ہر مخلوق چھوٹا یا بڑا (نبی یا غیر نبی) اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

(۷) اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہے غیب دریافت کرلے۔ کسی نبی، ولی، جن، فرشتے کو اللہ نے یہ طاقت نہیں بخشی۔

(۸) خدا تعالیٰ کو جگہ زمانہ اور مرکب ہونے اور ماہیت سے پاک ماننا بدعت ہے۔

(۹) حضور علیہ السلام کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔

(۱۰) نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

(۱۱) میں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ مجھے آپ پلصراط پر لے گئے اور دیکھا کہ حضور علیہ السلام گرے جا رہے ہیں تو میں نے حضور کو گرنے سے روکا۔

# اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

## فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاذ، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو، نہ اس کی مولویت مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا! اس کے جبے عمامے، پر کیا جائیں، کیا بہیترے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام علم و فضلِ ظاہری کو لیکر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم فنون نہیں جانتے؟ اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اُسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمہارے دل میں اسکی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔

تمہید ایمان ص ۷ - ۶

اعلان
دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی ضلع مہوتری
(نیپال)
ملک نیپال انچل جنکپور کا سب سے اوّل قدیم دینی درس گاہ مسلکِ
اعلیٰحضرت کا ترجمان ہے جس کی ۳۰ سالہ دینی خدمات علاقہ اور غیر علاقہ
میں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ دار العلوم قادریہ سینکڑوں
تشنگانِ علوم کی سیرابی کے ساتھ ان کے طعام و قیام اور دیگر لوازماتِ
تعلیم کی کفالت کرتا ہے۔ ہمدردانِ قوم و ملت سے اپیل ہے کہ اپنی ہر طرح
کی رقوم سے دار العلوم ہٰذا کے غریب و نادار متعلمین کا بھرپور تعاون
فرمائیں۔
المعلن :-
(مولانا) محمد عباس نوری
مدرس دار العلوم ہٰذا
کاتب محمد صابر رضا فیضی